احادیث نبویہ میں وارد بعض نباتات میں غلط فہمی اور ترجمہ پر اس کا اثر

محمد فیضان الرحمن۞

قرآن وسنت کو سمجھنے میں جو رکاوٹیں آتی رہیں ان کو دور کرنے کے لیے برابر کوششیں ہوتی رہیں۔ ان میں سے ایک رکاوٹ مشکل الفاظ کے معانی سمجھنے کی تھی، جس کے دور کرنے کے لیے عربی لغات کی تدوین کا کام شروع ہوا۔ مرتضی زبیدی کی **تاج العروس**، محمد ابن مکرم ابن منظور افریقی کی لغت **لسان العرب** اور مجد الدین فیروز آبادی کی **القاموس المحیط** جیسے ضخیم کام معرض وجود میں آئے۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کے مشکل الفاظ کے معانی کی تفاصیل کے لیے اپنی کتاب **مفردات** جب کہ ابن الاثیر نے حدیث نبوی میں وارد مشکل کلمات کے لیے **النهاية في غريب الحديث والأثر** جیسی مفصل کتاب تالیف کی۔

پاک وہند میں بھی ان موضوعات پر کام ہوا، مثلا محمد طاہر پٹنی کی **مجمع بحار الأنوار** عربی میں اور وحید الزمان کی کتاب **لغات الحدیث** اردو میں اس سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

لیکن ان سب میں زیادہ مشکل تشریح حیوانات ونباتات تھی اور اس وقت حیوانات ونباتات پر دنیا کی مختلف زبانوں میں اتنا کام نہیں ہوا تھا جتنا کہ آج ہو رہا ہے۔ اس وقت عبارات میں حیوانات ونباتات کا متعین کرنا بڑا مشکل تھا لہٰذا ان کاموں میں غلطی کا واقع ہونا بعید از قیاس نہیں تھا، چناں چہ جب حباری کا ترجمہ کسی نے تلور کی بجائے سرخاب سے کیا تو یہ ترجمہ صدیوں تک برابر چلتا رہا جو کہ راقم کے اس مقالے کا باعث بنا جسے **فکر ونظر** نے "احادیث نبویہ میں وارد بعض حیوانات کا ترجمہ: ایک ناقدانہ جائزہ" کے عنوان سے چھاپا۔⁽¹⁾ نباتات کے ترجمہ میں بھی اس قسم کی غلطیاں ہونے لگیں۔

۞ ایسوسی ایٹ پروفیسر، کلیہ عربیک، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

ا–دیکھیے: فیضان الرحمن "احادیث نبویہ میں وارد بعض حیوانات کا ترجمہ: ایک ناقدانہ جائزہ"، **فکر ونظر**، اسلام آباد، ۵۱: ۲ (۲۰۱۳)، ۴۲۔

بعض احادیث میں لفظ ”أرز“ آیا ہے جس پر میں اس مقالے میں مفصل بحث کی جائے گی لیکن فی الوقت اتنا کہنا کافی ہے کہ کسی نے اس کا ترجمہ ”صنوبر“ سے کیا ہے اور کسی نے ”چیڑھ“ سے، جب کہ اس کا ترجمہ ”دیو دار“ یا ”دیار“ سے کیا جانا چاہیے تھا۔ مزید یہ کہ کچھ نباتات کے بارے میں اس قسم کی تعبیرات پرانی کتابوں سے بغیر کسی تشریح کے نقل کی گئیں ہیں جب کہ اب ان نباتات کا پہچاننا عربوں کے لیے بھی مشکل ہے۔ پاک و ہند کی کتب میں اس قسم کی تعبیرات بہت ملتی ہیں۔ عربوں کی طرف سے ایسا دعویٰ کرنا زیادہ کھٹکتا ہے۔ اب اگر یہ شکایات عالَمِ عرب کے ایک مشہور عالم، جو لسانیات (Linguistics) میں مرجع سمجھے جاتے ہیں، کی زبانی ذکر کی جائیں تو بے جا نہیں ہو گا۔ راقم نے اپنے گذشتہ مقالے میں بھی اس سے استدلال کیا ہے۔ عالم عرب کے یہ ماہر لسانیات ڈاکٹر تمام حسان کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں، فرماتے ہیں: ”تشتمل معاجمنا الموروثة على قصور مشين في بعض الحالات في مجال الشرح لاشتمالها على عبارات مثل نبات معروف، ماء لبني فلان، على مسيرة يوم من كذا“ (ہماری روایتی ڈکشنریوں میں تشریح کے میدان میں بعض حالات میں ایک معیوب کمی پائی جاتی ہے کیوں کہ یہ اسم قسم کی عبارات پر مشتمل ہوتی ہیں: یہ ایک جانا پہچانا پودا ہے، یہ جگہ فلاں قبیلے کا چشمہ ہے، یہ جگہ فلاں جگہ سے ایک دن کے سفر کے فاصلہ پر ہے وغیرہ۔(۲) ڈاکٹر تمام حسان نے اپنی شکایت میں نباتات کو سر فہرست رکھا، چناں چہ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ نباتات سے متعلق الفاظ سے ہر قسم کا ابہام نکالا جائے۔ اب دنیا کی ہر زبان میں ڈکشنری موجود ہے، نباتات پر بھی مختلف زبانوں میں کافی تحقیق ہو چکی ہے۔ ہم عصر عرب ماہرین نے نباتات کو سائنسی نام بھی دیے ہیں اور پاکستانی یونی ورسٹیوں میں سے اسلامی یونی ورسٹی کو تو یہ افتخار حاصل ہے کہ عربی کو دوسری زبانوں سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، چناں چہ اس قسم کی کتابیں اس کی لائبریری میں موجود ہیں جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں میسر مواد کی مدد سے حدیث نبوی میں وارد ان نباتات، جن کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے، کی جتنی تشریح ممکن ہوئی، کی جائے گی اور ان کے لیے انگریزی، اردو اور پشتو میں دقیق مترادفات کا ذکر کیا جائے گا۔ یہ نباتات ابجدی ترتیب سے دیے جائیں گے۔ لیکن ان میں وہ نام شامل نہیں ہیں جو عام فہم ہیں، مثلاً سدر (بیری) اور جس کے ترجمہ میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲۔ تمام حسان، **الأصول** (مراکش: دار الثقافة، س ن)، ۲۷۸۔

اترجہ

درج ذیل حدیث میں چند الفاظ آ گئے ہیں جن میں سے ایک اترجہ بھی ہے۔

ان پر بحث کرنے سے پہلے حدیث نبوی کا عربی کا متن دیا جاتا ہے:

عن أبي موسى الأشعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن كمثل الأترجة: ريحها طيب وطعمها طيب، ومثل المؤمن الذي لا يقرأ القرآن كمثل التمرة: لا ريح لها وطعمها حلو، ومثل المنافق الذي يقرأ القرآن كمثل الريحانة: ريحها طيب وطعمها مرّ و مثل المنافق الذي لايقرأ القرآن كمثل الحنظلة ليس لها ريح و طعمها مرّ. (۳)

(حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (اس مومن کی) مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے سنگترے کی سی ہے جس کا مزہ بھی لذیذ ہوتا ہے اور جس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو مومن قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور اس بدکار (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ریحانہ کی سی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے اور اس بدکار کی مثال جو قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔)(۴)

مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

۳– محمد بن اسماعیل بخاری، **الجامع الصحيح**، كتاب الأطعمة، باب ذكر الطعام (قاہرہ: المكتبة السلفية، ۱۴۰۰ھ)، ۳: ۴۴۱، رقم: ۵۴۲۷۔

اس حدیث کو بہت سے محدثین نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے، مولانا سلیم اللہ خان صاحب اس کی تخریج یوں کرتے ہیں:

وأخرجه البخاري أيضا في كتاب فضائل القرآن باب إثم من رأى بقراءة القرآن أو تأكل به وفي كتاب الأطعمة باب ذكر الطعام وفي كتاب التوحيد باب قراءة الفاجر والمنافق وأصواتهم لا تجاوز حناجرهم ومسلم في كتاب المسافرين وقصرها باب فضيلة حافظ القرآن والترمذي في كتاب الأمثال باب ما جاء مثل القارئ وغير القارئ وأبو داود في كتاب الأدب باب من يؤمر أن يجالس وابن ماجه في المقدمة باب فضل من تعلم القرآن وعلّمه والدارمي في كتاب فضائل القرآن باب مثل من يقرأ القرآن.

۴– محمد بن اسماعیل بخاری، **صحيح البخاري**، ترجمہ و تشریح، مولانا محمد داؤد راز (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۰۱ء)، ۴: ۵۴۶۔

> اس روایت میں مثال بیان کی گئی ہے کہ جیسے نارنگی کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے، قرآن کریم پڑھنے والا آدمی بھی ایسا ہی ہے اور جو آدمی مومن ہے لیکن قرآن مجید نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور جیسی ہے جس کا ذائقہ تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوش بو نہیں ہوتی۔ تو ایمان کی وجہ سے ایسا شخص پسندیدہ تو ہے لیکن قرآن پڑھنے کی خوشبو سے وہ محروم ہے اور وہ منافق جو قرآن کریم پڑھتا ہے، وہ ریحانہ پھول کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو تو عمدہ ہے لیکن اس کا ذائقہ تلخ ہوتا ہے اور وہ فاجر جو قرآن کریم نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن (حنظلہ) کی طرح ہے کہ اس کا ذائقہ بھی تلخ ہوتا ہے اور خوشبو بھی اس میں نہیں ہوتی۔[5]

حدیث کی شرح میں مولانا نے اترجہ کا ترجمہ نارنگی سے کیا ہے۔ کسی نے اس کا ترجمہ مالٹے سے کیا ہے اور کسی نے لیموں سے کیا ہے۔ مولانا وحید الزمان نے **لغات الحدیث** میں اسے لیموں قرار دیا ہے۔ **المعجم الوسیط** کے مترجمین نے اسے مالٹا قرار دیا، لیکن اب ہم دیکھیں گے کہ عرب علماے نبات نے اس کی کس طرح شرح کی ہے اور دوسری زبانوں میں اس کے کون کون سے مرادفات ہیں۔

حدیث میں دو الفاظ اترجة اور ریحانة آئے ہیں، مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے اترجة کا ترجمہ نارنگی کیا ہے جب کہ ریحانة کا ترجمہ ریحانہ پھول سے کیا ہے۔ مولانا محمد داؤد راز صاحب نے اترجة کا ترجمہ سنگترہ کیا ہے اور ریحانة کا ترجمہ ریحانہ سے کیا ہے، لیکن اصل میں اترجة ایسا فروٹ ہے جو نہ مالٹا ہے نہ سنگترہ ہے نہ لیموں ہے اور نہ نارنگی۔ یہ پہلے پاک وہند میں ترنج نام سے پایا جاتا تھا، اسی لیے یہاں کی ڈکشنریوں میں یہ نام موجود ہے۔ اس لیے جن علما نے ترجمہ میں یہ لفظ استعمال کیا ہے ان کا یہ کام صحیح ہے لیکن حاشیے میں اس کے متعلق اہم معلومات، جیسا کہ آج کل کس ملک میں اور کس نام سے پایا جاتا ہے اور اس کا سائنسی نام کیا ہے جو کہ پوری دنیا میں ایک جانا جاتا ہے، دینا ضروری ہے۔

لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ عرب علماے نبات نے اس کی کس طرح شرح کی ہے اور عرب ممالک میں آج کل کن ناموں سے مشہور ہے کیوں کہ سنت نبوی سے محبت کرنے والے لوگ پوچھتے ہیں کہ آج کل یہ کہاں اور کس نام سے یقینی طور پر پایا جاتا ہے کہ وہ اسے دیکھیں۔

---

[5] سلیم اللہ خان، **کشف الباري عما في صحیح البخاري**، کتاب فضائل القرآن، باب فضل القرآن علی سائر الکلام (کراچی: مکتبہ فاروقیہ، ۲۰۰۸ء)، ۸۴۔

راقم نے عراق کے ایک معمر پروفیسر ڈاکٹر مؤید فاضل صاحب سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: ”میں اسے پہچانتا ہوں لیکن پاکستان کے کسی میوہ فروش کے پاس میں نے یہ نہیں دیکھا۔“ پاکستان میں اس سے ملتے پھل گریپ فروٹ، چکوترا وغیرہ دستیاب ہیں لیکن یہ اس سے مختلف ہے۔ شام کے مشہور عالم نباتات الأمیر مصطفی الشہابی(۶) نے انگریزی میں Citron (سائنسی نام Citrus medica) اور شام کی عامیانہ زبان میں ”کَبّاد“ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ شائقین حضرات لبنان اور اردن میں اسے دیکھ سکتے ہیں۔ ہم شام صرف Syria کو کہتے ہیں جبکہ شام میں لبنان، اردن اور فلسطین یہ سب ممالک آتے ہیں۔ چوں کہ آج کل شام میں جنگ جاری ہے، اس لیے لوگ وہاں سیر کے لیے جا نہیں سکتے۔ جہاں تک اردن اور لبنان کا تعلق ہے، وہاں لوگ جاسکتے ہیں۔

جہاں تک ریحانۃ کا ترجمہ ہے تو ریحانۃ بعض سیاقات میں عام خوشبودار پودوں کے معنی میں بھی آتا ہے، لیکن عام خوشبودار پودوں کے لیے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ اس کا ذائقہ تلخ ہو۔ یہاں ذائقہ کا تلخ یا کڑوا ہونا ضروری ہے اس لیے ریحانۃ کا ترجمہ ”نازبو“ سے کرنا چاہیے۔ ”نازبو“ اردو کی ڈکشنریوں، مثلاً **فیروز اللغات** میں موجود ہے۔(۷) ریحانۃ تائے تانیث کے ساتھ ہمارے علم کے مطابق بہ طور مشکل لفظ بھی اردو کی ڈکشنریوں میں موجود نہیں ہے۔ عربی ممالک میں یہ پودا آج کل ”حبق“ کے نام سے بھی پہچانا جاتا ہے۔(۸)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اترجۃ پہلے پاک وہند میں پایا جاتا تھا اور اب ناپید ہو چکا ہے۔ اس حقیقت پر اس بات سے روشنی پڑتی ہے کہ حکیم مظفر حسین اعوان نے ابجدی ترتیب سے جن نباتات کا ذکر کیا ہے اس میں ترنج کا عنوان بھی دیا ہے اور صراحت کی ہے کہ عربی میں اسے اترجۃ کہا جاتا ہے۔ راقم نے خود بعض پشتون علما سے ترنج لفظ بھی سنا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ یہ پہلے، یعنی ۷۰، ۸۰ سال قبل یہاں ہوتا تھا۔ جس طرح حیوانات ناپید ہوتے ہیں، اسی طرح بعض نباتات بھی ناپید ہو جاتی ہیں۔ چوں کہ اترجۃ حدیث نبوی

۶۔ دمشق کی ”عربی اکادمی“ کے نائب صدر رہے ہیں اور مصر کی مشہور ”اکادمی المجمع العلمی القاہری“ کے ممبر بھی رہے ہیں۔

۷۔ مولوی فیروز الدین، **فیروز اللغات** (لاہور: فیروز سنز، س ن)، ۷۳۳، بذیل ریحان۔

۸۔ منیر یوسف شیحا، **ريادة النبات في الكويت** (کویت: مؤسسة الكويت للتقدم العلمي، س ن)، مادہ: ریحان۔

میں مؤمن کی تعریف کے سیاق میں آیا ہے، اس لیے طب کی کتاب سے اس کے چند فوائد ذکر کرنے بھی مناسب ہیں۔ چناں چہ حکیم مظفر حسین اعوان فرماتے ہیں: "مسکن صفرا، مقوی معدہ و جگر۔ مقوی دل اور قابض ہے، صفرا وقے صفراوی کا مسکن ہے۔ پیاس دفع کرتا ہے، خفقان کو مٹاتا ہے، بھوک پیدا کرتا ہے۔"(۹)

عربی ڈکشنریاں اکثر یہ الفاظ مکرر لاتی ہیں۔ "الأترج والأترجة والترنجة والترنج معروف"، یہ الفاظ مشہور ڈکشنری **القاموس المحيط**(۱۰) سے نقل کیے گئے ہیں جس کے معنی ہیں کہ اس نام کا پھل جانا پہچانا ہے۔ اگر پاک وہند کا کوئی محقق عربی کی کتابوں یا ڈکشنریوں سے اس قسم کے الفاظ بغیر مصداق کے متعین کرنے کے نقل کرے تو یہ انتہائی نامناسب ہے، کیوں کہ بہت سی نباتات ایسی ہیں کہ متقدمین عرب نے ان کو معروف قرار دیا ہے لیکن اِس زمانے کے عرب بھی انھیں نہیں پہچانتے چہ جائے کہ غیر عرب اِسے پہچانے۔

ارز

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل المؤمن كمثل الزرع. لا تزال الريح تميله ولا يزال المؤمن يصيبه البلاء. ومثل المنافق كمثل شجرة الأرز لا تهتز حتى تستحصد.(۱۱)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کی ہے کہ ہوا اسے اِدھر اُدھر جھونکے دیتی رہتی ہے اور مومن پر بھی برابر تکلیفیں آتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے جو اِدھر اُدھر ہلتا ہی نہیں یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔)(۱۲)

۹۔ حکیم مظفر حسین اعوان، **کتاب المفردات** (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ن)، ۱۷۷، بذیل "ترنج"۔

۱۰۔ محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، **القاموس المحيط** (بیروت: دار إحياء التراث العربی، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء)، ۱: ۳۸۳، بذیل "ترج"۔

۱۱۔ مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، ت، محمد فؤاد عبد الباقی، کتاب صفات المنافقين و أحكامهم، باب مثل المؤمن كالزرع، و مثل الكافر كشجر الأرز (قاہرہ: دار إحيا الكتب العربية، س ن)، ۴: ۲۱۶۳، رقم: ۲۸۰۹۔

۱۲۔ مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم شریف**، ترجمہ، مولانا عابد الرحمٰن صدیقی (کراچی: قرآن محل، س ن)، ۳: ۸۲۶۔

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی نے أرز کا ترجمہ صنوبر کیا ہے۔ اسی طرح اور لوگوں نے بھی أرز کا ترجمہ صنوبر سے کیا ہے۔

شام کی اکادمی کے نائب صدر الأمیر مصطفی الشہابی فرماتے ہیں: ”وہ دور گزر گیا کہ ارز، صنوبر اور عرعر ایک دوسرے کی جگہ غلطی سے استعمال کیے جاتے تھے۔ اب ہر درخت کے بارے میں تحقیق ہو چکی ہے، ارز، صنوبر اور عرعر مختلف درخت ہیں۔ (۱۳) أرز تو بہت سی جگہوں پر ملتا ہے، عربی ممالک میں سے لبنان میں زیادہ ملتا ہے اس لیے لبنان کا قومی نشان بھی ہے اور اس کے جھنڈے پر اس کی تصویر بنی ہوتی ہے۔ یہ درخت پاکستان میں بھی پایا جاتا ہے۔ متخصص کتابوں نے پاک وہند کے أرز کے لیے سائنسی نام Cedrus Deodara اور دیودار کے لیے Deodara کا لفظ استعمال کیا ہے۔ پاکستان میں دیر اپر کے علاقے میں یہ درخت بہت قد آور ہیں، جب کہ لبنان کے جھنڈے پر بنا درخت چھتری نما ہے۔ دیر کے مقامی باشندوں سے پوچھنے پر انھوں نے بتایا کہ یہاں سے کچھ دور پہاڑوں میں وہ چھتری نما درخت بھی پائے جاتے ہیں۔ اس لیے أرز کا ترجمہ ”دیودار“ یا ”دیار“ کے درخت سے کرنا چاہیے نہ کہ صنوبر یا چیڑھ کے درخت سے، کیوں کہ یہ مختلف نوعیت کے درخت ہیں۔ آئندہ کے لیے اگر کوئی اردو میں حدیث کی کسی کتاب کا ترجمہ کرتا ہے تو اس کو اس بات کی رعایت کرنی چاہیے۔ اسی طرح انگریزی میں بھی Cedar سے اس کا ترجمہ کرنا چاہیے۔ دیودار دیو سے ہندی یا سنسکرت کا لفظ ہے البتہ انگریزی کی ڈکشنریوں میں بھی موجود ہے۔ منیر بعلبکی کی مشہور ڈکشنری **المورد** میں Deodar موجود ہے، قوسین میں Deodara بھی لکھا ہوا ہے۔ عربی میں اس کے لیے أرزالهملايا یا أرزالهند استعمال کیا جاتا ہے۔ فارسی میں اس کے لیے ”سروآزاد“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ پشتو میں ”رنزڑہ“ سے اس کا ترجمہ صحیح ہوگا۔

قتّ

وعن سعيد بن أبي بردة عن أبيه قال أتيت المدينة فلقيت عبد الله بن سلام رضي الله عنه فقال: ألاتجيئ فأطعمک سويقا وتمرا و تدخل في بيت؟ ثم قال: إنّك في أرض الربا بها

۱۳– الأمیر مصطفی الشہابی، **معجم الألفاظ الزراعية** (قاہرہ: مطبعة مصر، ۱۹۵۷ء)، ۱۳۱، مادہ: أرز (Cedrus)۔

فاش، إذا كان لك على رجل حق فأهدي إليك حمل تبن أو حمل شعير أو حمل قتّ...(۱۴) مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب نے اس روایت میں استعمال شدہ لفظ قتّ کے بارے میں لکھا ہے ”والقت بفتح القاف وتشديد التاء نبت معروف من أشرف ما يأكله الدواب“(۱۵) (قتّ قاف کے زبر اور تاء کی تشدید کے ساتھ، ایک جانا پہچانا پودا ہے جو چوپاؤں کی بہترین خوراک ہے۔)

جیسا کہ اس سے پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ آج کل کے عربوں کو نہیں چاہیے کہ کسی حیوان یا نبات کے بارے میں سابقین کی عبارت جوں کی توں نقل کریں کہ یہ ایک جانا پہچانا حیوان ہے یا ایک جانا پہچانا پودا ہے چہ جائے کہ پاک وہند کے محققین ایسا کریں، اس لیے قتّ کے بارے میں ذیل میں معاصر عرب علما کا محقق قول نقل کیا جارہا ہے جو کہ قتّ کے مصداق کو متعین کرنے میں مدد دیتا ہے۔

الأمیر مصطفیٰ الشہابی لکھتے ہیں: ”فصفصة زراعية أو الفصفصة شائعة في الشام والبرسيم الحجازي في مصر وتسمى الرطبة والقضب إذا كانت غضة والقت إذا جفّت وتزرع كثيرا في الغوطة وتحش ۷ مرات أو ۸ مرات في السنة.“(۱۶) (زرعی فصفصة یا عام فصفصة کا نام شام میں استعمال ہوتا ہے۔ مصر میں اسے برسیم حجازی کہتے ہیں۔ جب ہرا ہو تو اسے قضب اور رطبة کہتے ہیں اور جب خشک ہو جاتا ہے تو اسے قتّ کہا جاتا ہے۔ **غوطہ** میں اسے کاشت کیا جاتا ہے اور سال میں سات یا آٹھ مرتبہ کاٹا جاتا ہے۔)

غوطة دمشق میں ایک نہایت زرخیز جگہ کا نام ہے۔(۱۷) پس قتّ کا ترجمہ خشک شفتل ہے اور روایت کا ترجمہ اس طرح بنتا ہے: أبي بردہ ابن ابو موسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ آیا تو عبد اللہ ابن

۱۴۔ بخاری، **الجامع الصحيح**، كتاب مناقب الأنصار، باب عبدالله بن سلام، ۳: ۴۶، رقم: ۳۸۱۴، ولی الدین تبریزی نے اپنی کتاب **مشكاة المصابيح** میں بھی بیوع کی ممنوعہ اقسام سے پہلے اسے ذکر کیا ہے۔

۱۵۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، **التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح** (کوئٹہ: مكتبه رشيديه، س ن)، ۳: ۳۹۰۔

۱۶۔ الشہابی، **معجم الألفاظ الزراعية**، ۴۰۱، مادہ: فصفصة (Medicago sativa)۔

۱۷۔ یاقوت بن عبداللہ الحموی، **معجم البلدان** (بیروت: دار صادر، ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء)، ۴: ۲۱۹، مادہ: الغوطة۔

سلام سے ملا تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ایسی زمین میں آئے ہیں جہاں سود کا بہت رواج ہے تو جب کسی آدمی پر آپ کا حق ہو اور وہ آپ کو بُھوسے یا جَو کا بوجھ دے یا خشک شفتل کا گٹھا دے تو اُسے قبول مت کریں کیوں کہ یہ سود ہے۔ فضل محمد یوسف زئی نے **توضیحات اردو شرح مشکاۃ المصابیح** میں اسے ہر عمدہ گھاس قرار دیا ہے،[۱۸] حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ جانوروں کے لیے بہترین چارہ ہے لیکن اس کا مفہوم ہر عمدہ گھاس نہیں ہے۔

سعدان

سعدان احادیث کی کتابوں کے کافی ابواب میں وارد ہے۔ ان ابواب کی تخریج کے لیے ڈاکٹر ونسنک کی کتاب **المعجم المفهرس للحديث النبوي الشريف** کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے لیکن ہم بخاری کی ایک حدیث سے کچھ اقتباس لیں گے تا کہ اپنے موضوع کی طرف بڑھیں:

> ويضرب الصراط بين ظهري جهنم، فأكون أنا وأمتي أوّل من يجيزها، ولا يتكلم يومئذ إلا الرسل ودعوى الرسل يومئذ: اللهم سلّم سلّم، وفي جهنّم كلاليب مثل شوك السعدان، هل رأيتم السعدان؟ قالوا نعم يا رسول الله، قال فإنها مثل شوك السعدان، غير أنه لا يعلم قدر عظمها إلا الله.

> (اور دوزخ کی پیٹھ پر پُل صراط نصب کر دیا جائے گا۔ میں اور میری امّت سب سے پہلے اس کو پار کرنے والے ہوں گے اور اس دن صرف انبیا بات کر سکیں گے اور ان انبیا کی زبان پر یہ ہو گا: اے اللہ! مجھ کو محفوظ رکھ اور دوزخ میں درخت سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے، کیا تم نے سعدان دیکھا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے البتہ وہ اتنے بڑے ہوں گے کہ اُن کا طول و عرض اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔)[۱۹]

اس نبات کا سائنسی نام Neurada Procumbens L ہے۔ علم نباتات (Botany) کی کتابوں میں اس نام کے تحت اس کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ سعودی عرب کے جنگلی پھولوں کے بارے

۱۸۔ فضل محمد یوسف زئی، **توضیحات اردو شرح مشکوٰۃ** (کراچی: المکتبہ العربیۃ، ۲۰۰۹ء)، ۴: ۵۰۱۔

۱۹۔ بخاری، **صحيح البخاري**، ترجمہ، مولانا داؤد راز، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة، ۳: ۵۵۶۔

میں ایک کتاب نظر سے گزری جس کا عنوان ہے *Wildflowers of Central Saudi*۔ اس میں صفحہ نمبر ۲۰ پر Neurada procumbens کے تحت تصویر کے ساتھ شرح بھی دی گئی تھی جس سے کچھ اہم جملے نقل کیے جارہے ہیں، اس کے بعد عرب ماہر نباتات کی طرف رجوع کریں گے۔

> This annual belongs to the Rose family (Rosacea) and although the flower is only small, the seed cases are quite large. These fruits are edible before the prickles harden and both camels and bedouins look out for them when crossing the sands as they are sweet and juicy ... it is called " Sa'dan" in Arabic.(۲۰)

(یہ نبات روز فیملی "روزیسی" سے تعلق رکھتا ہے۔ اگرچہ اس کا پھول چھوٹا ہوتا ہے، اس کے تخم کا غلاف کافی لمبا ہوتا ہے۔ یہ پھول کانٹے سخت ہونے سے پہلے خوراک کے قابل ہوتے ہیں اور بدو لوگ اور ان کے اونٹ ریت سے گزرتے ہوئے اس کو تلاش کرتے ہیں کیونکہ یہ میٹھے اور رس دار ہوتے ہیں .... اسے عربی میں "سعدان" کہا جاتا ہے۔)

ريادة النبات في الكويت کے مصنف ایگریکلچر انجنیئر منیر یوسف شیحا رقم طراز ہیں

"سعدان: نبات حولي شتوي ذو سيقان متفرعة حولية ممتدة فوق سطح التربة، أوراقه بسيطة تحمله الفروع المفترشة، أزهاره صغيرة مخضرة تعطى ثمارا قرصية الشكل شوكية كبيرة." (یہ موسم سرما میں اُگ کر ایک سال کے لیے باقی رہنے والا پودا ہے۔ اس کا لمبا پودا زمین پر شاخ در شاخ ہو کر پھیلتا ہے۔ اس کے پتے سادہ ہیں جو زمین پر پھیلی ہوئی شاخوں میں ہوتے ہیں۔ اس کے پھول چھوٹے ہوتے ہیں جو سبز رنگ کے مخروطی شکل کا میوہ دیتے ہیں جو کہ بڑا اور کانٹے دار ہوتا ہے۔)

پرانی ڈکشنریاں یا تو اس پر اکتفا کرتی ہیں کہ یہ جانا پہچانا پودا ہے یا پھر بہت کم معلومات دیتی ہیں۔

ان دو کتابوں میں سے پہلی کتاب ایک انگریز مصنف کی ہے۔ اس نے بہت صاف تصویر دی ہے جس کو دیکھ کر اس پودے کو پہچاننا آسان ہو جاتا ہے۔ دوسری کتاب ایک عرب محقق کی ہے جس نے تھوڑے سے الفاظ میں بہت اہم معلومات کو اکٹھا کر دیا ہے۔ اسی طرح علی الراوی نے بھی اپنی کتاب میں اس کی اچھی

---

20 – Betty A. Lipscombe Vincett, *Wildflowers of Central Saudi Arabia* (Milano: Pl. ME., 1997), 20.

تصویر دی ہے۔(۲۱) راقم کو امید ہے کہ اتنی معلومات دینے کے بعد تشنگی باقی نہیں رہے گی کہ پل صراط پر جس پودے کے کانٹوں کی طرح کانٹے ہوں گے وہ پودا کون سا ہے اور ماہرین نباتات اسے کیا کہتے ہیں؟ کیوں کہ جن علاقوں میں یہ پایا جاتا ہے وہاں کے ماہرین نباتات علاقائی نام بھی بتاسکتے ہیں جو کہ علاقائی زبانوں میں ترجمہ کے حوالے سے معاون ہو گا۔ سعدان کو ترجمہ میں رہنے دیا جائے اور ان اہم معلومات کو حاشیہ میں نقل کر دیا جائے تو ان شاء اللہ کمی محسوس نہیں ہو گی- لیکن سعدان کو درخت قرار نہ دیا جائے، جس طرح کہ مولانا راز صاحب نے اپنے ترجمہ میں کیا ہے اور جس کا ہم نے ابھی ابھی حوالہ دیا، کیوں کہ یہ ایک بیل دار پودا ہے جو زمین پر پھیلتا ہے نہ کہ درخت۔

نتائج اور تجاویز

۱۔ نباتات اور حیوانات کے متعلق کسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے یہ نہیں لکھنا چاہیے کہ یہ ایک جانی پہچانی نبات ہے، اور یہ جانا پہچانا حیوان ہے۔

۲۔ أرز کا ترجمہ اردو میں دیودار، پشتو میں رنزڑہ، فارسی میں سرو آزاد اور انگریزی میں Cedar سے کرنا چاہیے، اس کا ترجمہ چیڑھ سے نہیں کرنا چاہیے۔

۳۔ ترنج کو عربی میں أترجة ترنج، ترنجة اور مُتك کہتے ہیں۔ ان میں سے ترنج نام پاک وہند میں مشہور ہے، اگرچہ آج کل یہاں یہ پھل ناپید ہو گیا ہے۔ یہ فروٹ آج سے ساٹھ ستر سال پہلے پایا جاتا تھا، اس لیے اردو ترجمہ میں ترنج کو رہنے دیا جائے لیکن حاشیے میں اس کے بارے اہم معلومات دی جائیں، مثلاً یہ آج کل شام میں کباد نام سے ملتا ہے۔

۴۔ قتّ کا ترجمہ خشک شفتل سے کرنا چاہیے جو پنجاب میں شٹالہ سے مشہور ہے۔ فارسی میں اسپست اور شبدر جب کہ برطانوی انگریزی میں Lucern اور امریکن انگریزی میں Alfalfa سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کا سائنسی نام Medicago sativa ہے۔ پشتو میں "وچ شوتل" اس کا مترادف ہے۔

ہر عمدہ گھاس کو اس کا مصداق نہیں قرار دینا چاہیے۔ صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں

---

[۲۱] علی الراوی، **دليل النباتات الكويتية البرية** (کویت: مؤسسة الكويت للتقدم العلمي، ۱۹۸۵ء)، ۲۵۳۔

اس سے سالن بھی پکایا جاتا ہے جو مکئی کی روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ یہ اتفاقی بات ہے کہ چوپائے اِسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

۵۔ ترجمہ کے دوران سعدان کو بھی جُوں کا تُوں رہنے دیا جائے لیکن اس کے ساتھ درخت کا لفظ قطعاً استعمال نہ کیا جائے کیونکہ آج کل درخت سے ذہن میں تناور ہونے کا مفہوم آتا ہے اور یہ ایک بیل دار پودا ہے نہ کہ درخت۔ سعدان کے بعد بریکٹ میں (پودا) لکھنے سے ابتدا سے پتہ چلے گا کہ یہ ایک درخت نہیں ہے۔ باقی اہم معلومات حاشیے میں دینی چاہییں۔ اس کا سائنسی نام Neurada procumbens L ہے۔

۶۔ ریحان کے لیے اردو میں “نازبو” لفظ مناسب ہے۔ انگریزی میں اسے Sweet Basil کہا جاتا ہے۔ اِسے تائے مربوطہ کے ساتھ کسی بھی صورت میں استعمال نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ اس طرح سے یہ اردو کی ڈکشنریوں میں بطور مشکل لفظ بھی موجود نہیں ہے۔ پشتو میں اسے “کشمالے” اور فارسی میں “شاہسفرم” کہتے ہیں۔ آج کل عربی ممالک میں حبق کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

احادیث کی کتابوں کا ترجمہ کرتے وقت بھی ان تجاویز پر عمل کی درخواست ہے اور جن کو اپنے پہلے سے ترجمہ شدہ کتاب کو دوبارہ چھاپنے کا موقع ملے اسے اپنی کتاب پر نظر ثانی کے دوران ان تجاویز پر عملدرآمد کرنے کی التجا ہے۔

* * * * *